ISSN 1992-5018

ISLAMABAD LAW REVIEW

Quarterly Research Journal of Faculty of Shariah& Law, International Islamic University, Islamabad

Volume 3, Number 1&2, Spring/Summer 2019

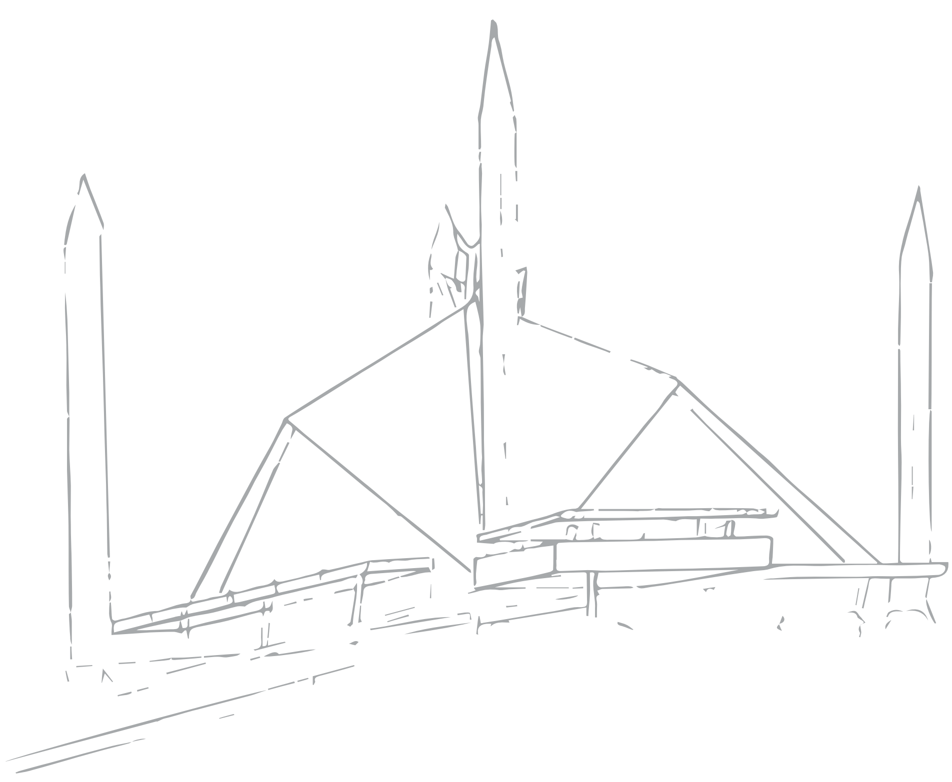

پاکستان میں قانون زکوٰۃ کی تدوین کا ایک تنقیدی جائزہ

عبدالقدوس صہیب*

Abstract

In the early Islamic civilization, the process of zakāt *had been carrying out without any interference till the 7th century A-H, when* Tātārs *changed the process as they said that the distribution of* zakat *would be by the people themselves as it could not be distributed to the Non-Muslims. Since then, the same process is being practiced in the subcontinent of Indo-Pak. In 1973 with the constitution of Pakistan, a decision was made to establish a committee for managing the affairs of* zakāt, *under the article 31(2)(c). For the legislation of* zakāt *Process, on 8th may, 1976 the "Council of Islamic Ideology" suggested to use the* zakāt *Law of AJK 1974. On July 5th Martial Law was declared. In 1979 the idea of* Zakāt *Council was put forth. Zakat and Usher Ordinance was announced on June 20th, 1980. It was the first law of* zakāt *in Pakistan. Till 1997, no amendments were made, but in the same year several changes came into being by the National Assembly of Pakistan, regarding* zakāt. *Later in 2003, disbursement procedure of* zakāt *program was introduced by the Ministry Of religious Affairs (MORA), Pakistan. In 2004, Khalid Nazir, a research scholar in (IIUI) discussed the importance of* zakāt *Law and how this law was made throughout the history. Most of the laws of* zakāt *were made during the military regime. The Parliament of Pakistan accepted these laws. Further research work is required on this issue to eliminate the flaws present in today's laws of* zakat *so that they can be implemented properly and we can get more benefits that will result in better socio-economic situation. A critical study of the legislation of the* zakāt *law is conducted in the present work.*

Keywords: *Zakāt* Law, Legislation of *Zakāt*, Pakistan Zakat Law, Zakat and Usher Ordinance,

اسلامی تعلیمات کا ایک خاص وصف زندگی کے جملہ پہلوؤں اور گوشوں کا احاطہ کرنا ہے جن پر عمل پیرا ہو کر نہ صرف معاشرتی بلکہ انفرادی معاملات بھی صحیح رخ پر استوار کیے جا سکتے ہیں۔ اس طرح قرب خداوندی کا حصول بھی ممکن ہے۔ خدا تعالی کی خوشنودی اور رضا کے حصول کے لیے جہاں بدنی عبادات کو متعارف کرایا گیا ہے وہاں مالی عبادات پر بھی بڑے اجر و ثواب کی نوید سنائی گئی اور ان سے پہلو تہی برتنے پر سخت عذاب کی وعید بھی ہے۔

* پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان۔

مال ودولت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بہت بڑا تحفہ اور انعام ہے جس سے انسان اپنی مادی ضروریات کو بخوبی پورا کرتا ہے۔ مگر اس مال میں دوسروں کو بھی شریک کرنا یا مستحق کو اس کا حق دینا عین حکم شریعت ہے جس سے نہ صرف مال ودولت میں برکت اور وسعت پیدا ہوتی ہے بلکہ اس سے مال کی پاکیزگی بھی ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں زکوٰۃ کے احکامات قرآن کریم میں متعدد مقامات پر وارد ہوئے ہیں۔ زیر نظر مقالہ میں پاکستان میں زکوٰۃ کے حوالہ سے جو قانون سازی کی گئی ہے اس کا تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

زکوٰۃ کا لغوی واصطلاحی مفہوم

زکوٰۃ عربی زبان کا لفظ ہے جو کئی ابواب سے آتا ہے۔ اس کا مادہ "ز، ک، ی" زکا یزکو زکاء، بڑھنا، نیک وصالح ہونا، زکی ہونا[1] زَکّی یُزَکّی، بڑھنا، پاک کرنا، صالح بنانا، زکوٰۃ لینا، زکوٰۃ دینا، أزکی، نشو نما کرنا، تزکي، صدقہ ادا کرنا، زیادہ ہونا[۲]، زکوٰۃ: کسی چیز کا عمدہ حصہ، زکوٰۃ، صدقہ، پاکیزگی، اس کی جمع زکوٰۃ آتی ہے۔[3] لسان العرب میں ہے:

وأصل الزكاة في اللغة الطهارة والنماء والبركة والمدح، وكله قد استعمل في القرآن والحديث ... الزكاة: زكاة المال معروفة وهو تطهيره والفعل منه زكى يزكي تزكية إذا أدى عن ماله زكاة.[4]

اور فقہاء نے اس کی تعریف یوں بیان کی ہے:

هي تمليك المال من فقير مسلم غير هاشمي ولا مولاه بشرط قطع المنفعة عن الملك من كله وجه لله تعالى.[5]

اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر فقیر مسلمان کو مال کا مالک بنانا جو کہ نہ ہاشمی ہو اور نہ اس کا غلام۔

---

(1)۔ مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی، **القاموس المحیط**،(بیروت: دار احیاء التراث العربی،۱۹۹۷)،۲: ۱۶۹۵۔

(2)۔ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن مفلح، **کتاب الفروع** (بیروت: عالم الکتب، ۱۸۹۵ء)،۲: ۲۱۶۔

(3)۔ فیروز آبادی، **القاموس المحیط**، ۲: ۱۶۹۵۔

(4)۔ ابوالفضل جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور الافریقی، **لسان العرب** (قم: نشر الادب الحوزہ،۱۹۸۵)،۱۴: ۳۵۸۔

(5)۔ ابوالحسین احمد بغدادی القدوری، **مختصر القدوری** (ملتان: ادارہ تالیفات اشرفیہ، سن ندارد)، ص۳۶، ، زین الدین بن ابراہیم بن محمد المعروف بابن نجیم، **البحر الرائق** (کوئٹہ: مکتبہ رشیدیہ، سن ندارد)، ۲: ۳۵۲، اور شیخ نظام وجماعۃ الھند، الفتاوی العالمگیریۃ (کوئٹہ: مکتبہ رشیدیہ، ۱۹۸۳)، ۱: ۱۷۰۔

دین میں زکوٰۃ کی اہمیت اور اس کا مقام

یہ ایک معلوم و معروف حقیقت ہے کہ توحید و رسالت کی شہادت اور اقامت صلاۃ کے بعد زکوٰۃ اسلام کا تیسرا بنیادی اہم رکن ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ، حضرات رُسُل علیہم السلام، قیامت، آسمانی کتابوں پر ایمان لانے اور اپنے غریب رشتہ داروں، یتیموں اور مسکینوں کی مالی امداد کرنے کو نیکی ''البِرّ'' کہا گیا ہے اور اس کے ساتھ ہی اقامتِ نماز کا ذکر ہے یعنی نیکی و تقویٰ کے ارکان جہاں ایمان اور نماز ہیں، وہاں اس کے ساتھ محتاجوں کی مالی امداد کرنا بھی ہے۔[(6)]

اسلامی تعلیمات میں نماز کے ساتھ ساتھ جو فریضہ سب سے اہم نظر آتا ہے وہ زکوٰۃ ہے۔ اگر نماز حقوق اللہ میں سے ہے تو زکوٰۃ حقوق العباد میں سے ہے۔ ان دونوں فریضوں کا باہم لازم و ملزوم اور مربوط ہونا اس حقیقت کو منکشف کرتا ہے کہ اسلام میں حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کا بھی یکساں لحاظ رکھا گیا ہے۔ قرآن کریم میں اکثر مقامات اس طرح ہیں کہ جہاں کہیں نماز کا ذکر ہے وہاں اس کے متصل ہی زکوٰۃ کا بھی بیان موجود ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

''إِنَّ اللّٰہَ یَقْبَلُ الصَّدَقَاتِ، وَلَا یَقْبَلُ مِنْهَا إِلَّا الطَّیِّبِ، یَأْخُذُھَا بِیَمِینِهِ، ثُمَّ یُرْبِیهَا لِصَاحِبِهَا، کَمَا یُرَبِي أَحَدُکُمْ مُهْرَہُ أَوْ فَصِیلَهُ، حَتَّی تَصِیرُ اللُّقْمَةُ مِثْلَ أحَدٍ''[(7)]

بے شک اللہ تعالیٰ صدقات کو قبول فرماتا ہے، اور وہ اُن میں سے صرف پاکیزہ ہی کو شرفِ قبولیت بخشتا ہے۔ وہ ایسے صدقات کو اپنے دائیں ہاتھ سے تھام لیتا ہے، پھر اُن کو صدقہ دینے والے کے لیے نشو و نما عطا کرتا ہے، جیسے تم میں سے کوئی اپنے گھوڑے یا اونٹ کے بچے کو پالتا پوستا ہے، یہاں تک کہ ایک لقمہ اُحد پہاڑ کی مثل ہو جاتا ہے۔

ایک دوسری روایت ہے:

''مَا تَصَدَّقَ رَجُلٌ بِصَدَقَةٍ، حَتَّی وَقَعَتْ فِي یَدِ اللّٰہَ قَبْلَ أَنْ تَقَعَ فِي یَدِ السَّائِلِ''[(8)]

جب کوئی آدمی اللہ کے نام پر صدقہ و خیرات دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس صدقہ کو سائل کے ہاتھ میں پہنچنے سے پہلے ہی قبول فرما لیتے ہیں۔

---

(6)– القرآن، ۲: ۱۷۷۔

(7)– حمید بن زنجویۃ، **کتاب الأموال** (ریاض: مرکز الملك فیصل للبحوث والدراسات الإسلامیة، ۱۹۸۶ء)، ۲: ۷۵۸۔

(8)– ایضاً، ۲: ۷۶۰۔

زکوٰۃ بطور دینی اور اجتماعی فریضہ

زکوٰۃ دینی، اجتماعی فریضہ اور اجتماعی کفالت کا مؤثر ترین ذریعہ ہے۔ اسلام کی تنظیمی زندگی کے لیے زکوٰۃ کو جو مادی بنیاد قرار دیا گیا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ زکوٰۃ ایک دینی فریضے کے ساتھ ایک اجتماعی فریضہ بھی ہے جو کہ صاحبِ مال پر واجب ہوتا ہے۔ اسلام نہیں چاہتا کہ دولت قوم کے صرف مخصوص ہاتھوں میں گردش کرتی رہے۔ اسے انسانوں کا فقر و احتیاج میں مبتلا رہنا گوارا نہیں۔ اسلام اس طرز عمل کو انسانی شرافت کے منافی سمجھتا ہے۔ زکوٰۃ دین کی تیسری بنیاد ہے اسلام میں انفرادی صدقہ اور خیرات کے ساتھ اجتماعی طور پر زکوٰۃ جمع کرانا اس لیے فرض کیا گیا تاکہ اس طرح حاجت مندوں کو دوسرے کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلانا پڑے۔ تمام زکوٰۃ ایک جگہ جمع ہو گی۔ امیر المؤمنین اور اس کے نائبین ضرورت کے مطابق مستحقین میں تقسیم کریں گے۔ اس طرح زکوٰۃ حاصل کرنے والے کسی کے ممنون احسان نہ بن کر ذلّت سے بچ جائیں گے اور اِن کی نظریں کسی کے سامنے نہ جھکیں گی۔

اسلام نے قوم کے معاشی اعتبار سے محروم طبقوں کے لیے مال دار اور اصحابِ ثروت پر یہ حق عائد کیا ہے کہ وہ ان کی کفالت کے ذمہ دار ہوں ان کو بھوکے اور ننگے نہ رہنے دیں اور ان کی بنیادی اور شدید ضرورتوں کو پورا کریں۔ یہ حق اللہ تعالیٰ نے معین فرمایا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ اس کے قواعد و ضوابط مقرر فرمائے۔ یہ حق دوسرے تمام حقوق سے اہم ہے؛ کیونکہ مسلم معاشرے میں ہر فرد کو یہ حق حاصل ہے کہ اُسے زندگی کی تمام بنیادی ضروریات مہیّا ہوں اور اس کے کنبے کی کفالت کی جائے۔ اجتماعی کفالت یا سوشل سیکورٹی کی اس سے بہتر کیا اسکیم ہو سکتی ہے۔

اسلامی ریاست کے حوالہ سے قرآن کریم نے جو واضح انداز میں منشور پیش کیا اس میں نظام زکوۃ کا بھی ذِکر ہے ارشادِ ربانی ہے:

﴿اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ﴾(9)

یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو زمین میں اقتدار بخشیں تو یہ قائم کریں گے نماز کو اور ادا کریں گے زکوٰۃ کو، اور حکم دیں گے نیکی کا اور روکیں گے برائی سے اور اللہ ہی کے اختیار میں ہے سب کاموں کا انجام۔

مذکورہ بالا آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اسلامی ریاست و حکومت کا فرض ہے کہ وہ زکوۃ کے نظام کو قائم کرے اور اس کو مستحکم بنائے۔ بصورت دیگر ایسی ریاست پر اسلام کا اطلاق کرنا درست نہ ہو گا۔ اس لیے پاکستان جو

---

(9)– القرآن،۲۲: ۴۱۔

ایک اسلامی ریاست ہے اس کے آئین میں نظام زکوٰۃ کو رائج کرنے کے لیے قانون سازی کا طریقہ کار طے کیا گیا ہے۔

پاکستان میں تدوین قانون زکوٰۃ و عُشر کی کاوش

اسلام کے صدر اول سے لے کر آخر عہد عباسیہ تک نظام زکوٰۃ بلا استثناء قائم رہا۔ لیکن ساتویں صدی ہجری میں جب تاتاریوں کا سیلاب تمام اسلامی ممالک میں اُمڈ آیا اور نظام خلافت معدوم ہو گیا تو سوال پیدا ہوا کہ اب کیا کرنا چاہیے؟ اس وقت پہلے پہل اس بات کی تخم ریزی ہوئی کہ زکوٰۃ کی رقم بطور خود خرچ کر ڈالی جائے؛ کیوں کہ غیر مسلم حاکموں کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی، اس وقت سے یہ سلسلہ چل نکلا۔ اس لیے برصغیر میں بھی مسلمانوں نے ایسا ہی کیا کہ زکوٰۃ کی رقم خود اپنے قریبی مستحقین اور دینی مدارس میں تقسیم کر دیتے۔ لیکن پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد قرار داد مقاصد کی روشنی میں جب اسلامائزیشن کا عمل شروع ہوا تو یہ عمل اتنا سست تھا کہ زکوٰۃ جیسے اسلام کے اہم رکن پر کوئی توجہ نہ دی گئی۔ آخر کار ۱۹۷۳ء میں آئین پاکستان تیسری مرتبہ مرتب ہوا جس کے آرٹیکل ۳۱ کی ذیلی دفعہ ۲ سی میں حکومت کی حکمت عملی کا ایک اصول ''زکوٰۃ کی مناسب تنظیم کا اہتمام کرنا'' قرار دیا ہے۔ (10) جس پر اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنے اجلاس منعقدہ ۸ مئی ۱۹۷۶ء میں اجرائے نظام زکوٰۃ کی سفارش کی اور قانون سازی کے مرحلہ میں آزاد جموں و کشمیر کے قانون زکوٰۃ مجریہ ۱۹۷۴ء سے استفادہ کرنے کے لیے مشورہ دیا۔ لیکن ان سفارشات پر کوئی قانون سازی نہ کی گئی۔ (11) اس کے بعد ۵ جولائی ۱۹۷۷ء ملک میں مارشل لاء نافذ کر دیا گیا اور آئین پاکستان کو معطل کر دیا گیا۔ اس مارشل لاء حکومت میں اسلامائزیشن کے عمل کو تیز کرنے کا وعدہ کیا گیا جس کے تحت صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے ۲۴ جون ۱۹۷۹ء کو پہلا زکوٰۃ قانون نافذ کیا جس کی تفصیلات درج ذیل ہیں:

۱۔ فروری ۱۹۷۹ء میں حکومت پاکستان نے زکوٰۃ کے قانون کا ایک مسودہ مشتہر کیا جس کا مقصد ملک کے ہر طبقہ فکر سے قانون کی ترتیب و تدوین کے سلسلے میں آرا اور مشورے حاصل کرنا تھا۔ اس مسودے کی تیاری میں سرکاری و غیر سرکاری اور نیم سرکاری اداروں کے علاوہ مختلف مکاتب فکر کے افراد کی آرا کو شامل کیا گیا۔ ان لوگوں کی آرا اور مشوروں کی روشنی میں حکومت کے انتظامی وسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے ۲۴ جون ۱۹۷۹ء کو ایک جزوی قانون زکوٰۃ نافذ کیا گیا۔ جو صرف زکوٰۃ کی تنظیم کے قیام سے متعلق تھا۔ اس قانون کے تحت نظام زکوٰۃ کے لیے جو تنظیمی ڈھانچہ معرض وجود میں آیا، اس کی تفصل حسبِ ذیل ہے:

---

(10)۔ **دستور اسلامی جمہوریہ پاکستان ۱۹۷۳ء**، باب نمبر ۲۔

(11)۔ اسلامی نظریاتی کونسل، گورنمنٹ آف پاکستان، اسلام آباد، **مجموعہ سفارشات، اسلامی نظام معیشت، دسمبر ۱۹۸۳ء**۔

نام کمیٹی	کل تعداد
قومی سطح پر مرکزی زکوٰۃ کونسل	۱
ہر صوبے میں ایک صوبائی زکوٰۃ کونسل	۴
ہر ضلع کے لیے ایک ضلعی زکوٰۃ کمیٹی	۱۰۱
ہر تحصیل/تعلقہ/سب ڈویژن کے لیے ایک زکوٰۃ کمیٹی	۳۵۶
ہر دیہی/شہری وارڈ کے لیے ایک مقامی زکوٰۃ کمیٹی	۳۹۶۴۲

۲۔ ۲۰ جون ۱۹۸۰ء کو زکوٰۃ و عُشر کا مکمل قانون نافذ کیا گیا جس میں زکوٰۃ کو وضع اور وصول کرنے، مستحقین میں تقسیم کرنے، اس نظام کو چلانے کے لیے انتظامی ڈھانچہ اور دیگر متعلقہ امور کے بارے میں دفعات موجود ہیں۔ جس کی تفصیل آگے بیان کی جائے گی۔(12)

زکوٰۃ و عُشر آرڈیننس ۱۹۸۰ء، ترمیم شدہ تاحال

تعریفات، اس آرڈیننس میں تاوقتیکہ سیاق وسباق کوئی چیز اس کے برعکس ہو۔

(i) ایڈمنسٹریٹر جنرل سے مراد ایسا شخص جس کا تقرر زیر دفعہ ۱۳ ہو اور ایسا آفیسر بھی شامل ہے جسے وہ اختیار دے کہ وہ ایڈمنسٹریٹر جنرل کے اختیار و امور اس آرڈیننس کے تحت استعمال کرے۔

(ii) ''ڈسٹرکٹ کمیٹی'' سے مراد ایسی کمیٹی ہے جو زیر دفعہ ۱۶ بنائی گئی ہو (یا دارالحکومت اسلام آباد کی حدود کی صورت میں اسلام آباد زکوٰۃ و عُشر کمیٹی)۔

(iii) ''ادارہ'' کے معنی دینی مدرسہ، تعلیمی، کاروباری اور معاشرتی فلاحی ادارے، عوامی ہسپتال، خیراتی ادارے اور دوسرے ادارے جو صحت کے متعلق ہوں۔

---

(12)۔ وزارتِ خزانہ حکومت پاکستان، **زکوٰۃ مینوئل مرکزی زکوٰۃ انتظامیہ** (اسلام آباد: اپریل، ۱۹۸۳ء، ص ۲-۸(C)۔

(iv) ''نصاب'' اُن اثاثہ جات کے تعلق سے جن پر زکوٰۃ لاگو ہوتی ہو، سوائے زرعی پیداوار اور جانوروں کے جو چراگاہوں میں مفت پلتے ہوں، مراد ۶۱۲.۳۲ گرام چاندی، یا نقد یا سونا، یا تجارتی اشیا یا کوئی اثاثہ جات جن پر شرعی طور پر زکوٰۃ لاگو ہو، جن کی مجموعی قیمت ۶۱۲.۳۲ گرام چاندی کے برابر ہو۔ جسے ایڈمنسٹریٹر جنرل ہر سال زکوٰۃ کے لیے اطلاع عام کرے، یا ایسے شخص کی صورت میں جس کے اثاثہ جات پر زکوٰۃ لاگو ہو اور وہ صرف سونا پر مشتمل ہوں، ۸۱.۴۸ گرام سونا ہو۔

(v) ''صوبائی کونسل'' سے مراد ایسی کونسل ہے جو زیر دفعہ ۱۴ بنائی گئی ہو۔

(vi) ''صاحب نصاب'' سے مراد ایسا شخص ہے جو مالک یا ایسے اثاثہ جات کا قابض ہو جو نصاب سے کم نہ ہوں لیکن اس میں شامل نہ ہوں۔

(الف) فیڈرل گورنمنٹ، صوبائی گورنمنٹ یا مقامی اتھارٹی۔

(ب) قانونی کارپوریشن، کمپنی یا دیگر تجارتی ادارہ جو مکمل بلاواسطہ یا بالواسطہ فیڈرل گورنمنٹ، صوبائی گورنمنٹ، مقامی اتھارٹی کی ملکیت ہو، یا کارپوریشن جو فیڈرل گورنمنٹ، صوبائی گورنمنٹ چاہے اکیلے یا مشترکہ طور پر ہمراہ ایک یا زائد کی ملکیت ہو ہمراہ دوسرے تین کے؛

(ج) امدادی قانونی کارپوریشن، ایک کمپنی یا دیگر تجارتی ادارہ جس کا تذکرہ ذیل شق (b) میں ہے، جو مکمل طور پر اس کا ملکیتی ہو۔

(د) نیشنل انوسٹمنٹ (یونٹ) ٹرسٹ۔

(ہ) انوسٹمنٹ کارپوریشن آف پاکستان اور اس کا باہمی فنڈ۔

(i) ''سب ڈویژن'' سے مراد صوبائی گورنمنٹ کی جانب سے مطلع کردہ ضلع کا سب ڈویژن۔

(ii) ''تعلقہ کمیٹی''، یا سب ڈویژنل کمیٹی' سے مراد زیر دفعہ ۱۷ تشکیل کردہ کمیٹی۔

(iii) ''تاریخ ویلیو'' سے مراد

اَ. زکوٰۃ کے قابل اثاثہ جات کے متعلق زکوٰۃ سال کا پہلا دن؛

ب. عُشر کے قابل اثاثہ جات کے متعلق وہ تاریخ یا تاریخ ہائے جو ایڈمنسٹریٹر جنرل یا چیف ایڈمنسٹریٹر کی جانب سے اپنے حدود میں متعین کی جائیں یا اُن کا نوٹیفکیشن کیا جائے۔[13]

---

(13)– ایضاً، ص ۶-۸(C)۔

تجزیہ

زکوٰۃ و عُشر آرڈیننس کا جائزہ لیں تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قانون زکوٰۃ انگریزی زبان میں تیار کیا گیا اور بعد میں اس کا ترجمہ اردو میں شائع ہوا۔ اس ترجمہ کو عوام الناس اور دیگر طبقات کے لیے مشتہر کیا گیا۔ اس قانون کا بنیادی مقصد مسکینوں، محتاجوں اور غریبوں کی مدد کرنا تھا۔ زکوٰۃ کی وصولی کے لیے مالیاتی اداروں کو اختیار دیا گیا کہ وہ تمام قسم کے اکاؤنٹ سے زکوٰۃ یکم رمضان المبارک کو وصول کرلیں۔ اس طرح ملک کے تمام مالیاتی ادارے زکوٰۃ وصول کرنے کے مجاز تھے۔ جو افراد زکوٰۃ کی رقم از خود بینک یا کسی مالیاتی ادارے میں جمع کرانا چاہے تو بھی ان کو مکمل اجازت دی گئی کہ اپنی زکوٰۃ رضاکارانہ طور پر مالیاتی اداروں میں جمع کرواسکتے ہیں۔ جو مالیاتی اداروں میں نہ جاسکیں وہ مقامی زکوٰۃ کمیٹی کو زکوٰۃ کی رقم جمع کرادیں اور اُن سے رسید وصول کرے۔ اس طرح زکوٰۃ کے قانون پر عمل درآمد شروع تو ہوگیا بعد میں عوام الناس نے مالیاتی اداروں کے ذریعہ زکوٰۃ کی وصولی کو جبراً وصول کرنا تصور کیا اور اہل تشیع مسلک کے اکاؤنٹ ہولڈر نے وفاقی شرعی عدالت سے رجوع کیا۔ وفاقی شرعی عدالت نے فیصلہ دیا کہ زکوٰۃ کی رقم زبردستی وصول نہیں کی جاسکتی؛ اس لیے سب سے پہلے اہل تشیع مسلک کے افراد کو استثناء حاصل ہوا۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ دیگر مسالک کے لوگوں نے اسی فیصلہ کا حوالہ دے کر عدالت عظمیٰ سے رجوع کیا۔ جس کے نتیجہ میں تمام اکاؤنٹ ہولڈرز کو استثناء حاصل ہوگیا اور وہ ایک حلفیہ بیان اپنے بینک میں جمع کرائے گا۔

قانون زکوٰۃ و عُشر نفاذ کے آغاز سے تو عُشر وصول کرنے کے لیے مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کو بااختیار بنایا گیا اور ان کمیٹیوں کے ذریعہ کاشتکاروں کو ترغیب بھی دی گئی کہ وہ رضاکارانہ طور پر عُشر جمع کرائیں۔ لیکن آہستہ آہستہ عُشر کی وصولی میں کاشتکاروں نے عدم دلچسپی لی اور حکومت کی طرف سے بھی عُشر کی وصولی کے لیے خاطر خواہ انتظام نہ کیا جاسکا جس کی بنا پر عُشر کا نظام عملاً اپنے آغاز کے ساتھ ہی ختم ہو کر رہ گیا۔ یہ ہی وجہ ہے کہ آج بھی کاشتکار اپنی زمینوں کی پیداوار پر عُشر رضاکارانہ طور پر ادا کرتے ہیں۔ وہ عُشر کی رقم دینی مدرسہ یا کسی خدمت خلق کے ادارے کو اپنے ارد گرد رہنے والے غربا مساکین میں خرچ کرتے ہیں۔ عُشر کا نظام کامیابی سے کیوں نافذ نہیں ہوسکا اس کے تجزیہ میں چند امور بہت اہم ہیں:

اَ۔ زرعی ملک ہونے کے ناطے پاکستان میں عُشر کی رقم بہت زیادہ جمع ہوسکتی ہے لیکن اس کے لیے ایک نظام وضع کرنے کی ضرورت تھی جو ہماری اس دور کی مارشل لا حکومت اور بعد میں جمہوری حکومتیں نہیں کرسکیں؛

ب. پاکستان کے زرعی نظام میں محکمہ مال کا بڑا عمل دخل ہے؛اس لیے جب نظام زکوٰۃ و عُشر نافذ کیا گیا تو محکمہ مال کے افسران اور دیگر عملہ نے اس نظام کو اپنے لیے متوازی نظام تصور کیااور عُشر کی وصولی میں بہت سی دشواریوں کو پیش کیا؛

ج. محکمہ زکوٰۃ و عُشر کے افسران ودیگر عملہ محکمہ مال کے عملہ کے ساتھ مل کر کام کرنے کی کوشش کرتا رہا لیکن ایسا ممکن نہ ہو سکا۔ محکمہ مال نے ہمیشہ عُشر کے نظام کی حوصلہ شکنی کی جس کی وجہ سے یہ نظام کامیاب نہ ہو سکا۔اس سلسلہ میں مقامی زکوٰۃ و عُشر کمیٹیوں نے دیہات کی سطح پر ابتدائی کام کیااور شروع کے چند سالوں میں بہت قلیل رقم عُشر کی مد میں وصول کی گئی۔ عُشر کی رقم کی صورت میں لینا تو پھر بھی آسان تھا لیکن عُشر کی اصل حقیقت جنس کے طور پر وصول کرنا تھا، جنس کے طور پر عُشر کی وصولی بہت مشکل کام تھا جس کو محکمہ زکوٰۃ و عُشر کامیابی سے نہ کر سکا؛

د. عُشر کی وصولی میں ایک رکاوٹ پاکستان کا جاگیر دارانہ نظام بھی ہے۔ یہاں زیادہ تر زمینیں بڑے بڑے جاگیر داروں اور سیاستدانوں کی ہیں۔ وہ ان زمینوں کو خود اپنے ملازمین کے ذریعہ بھی کاشت کرتے ہیں یا پھر ان زمینوں کو مزارعت پر دیتے ہیں۔ مزارع سے عُشر لینااور زیادہ مشکل کام ہے کیونکہ اس کی رائے میں یہ کام مالک زمین کا ہے۔

قانون زکوٰۃ میں ترامیم کا دوسرا مرحلہ

جنرل محمد ضیاءالحق کے مارشل لا دور میں آرڈیننس تو نافذ ہو گیا اس پر ۱۹۸۰ء سے لے کر ۲۰۰۰ء تک مختلف جزوی ترامیم کے ساتھ اس پر عمل درآمد جاری رہا لیکن اس قانون میں جو خامیاں اور کوتاہیاں سامنے آئی ان میں بہتری لانے اور قانون میں ترمیم کرنے کے لیے کسی جمہوری حکومت نے اس کو پارلیمنٹ میں پیش کر کے اس میں ترمیم کرنے کا کام نہیں کیا۔ جس کی وجہ سے اس پر عوام کا اعتماد کم ہوتا گیا۔ بالآخر ۱۲ اکتوبر ۱۹۹۹ء کو ملک میں ایک اور چیف آف آرمی سٹاف جنرل پرویز مشرف نے ملک میں فوجی حکومت قائم کی۔ اس کابینہ میں پروفیسر ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ کو وفاقی وزیر مذہبی امور وزکوٰۃ و عُشر کا قلمدان دیا گیا تو انہوں نے زکوٰۃ و عُشر قانون پر جو مختلف اوقات میں بحثیں ہو چکی تھیں اور اس کی خامیاں سامنے آچکی تھیں ان کا جائزہ لے کر زکوٰۃ و عُشر قانون مجریہ ۱۹۸۰ء میں اہم تبدیلیاں لانے کے لیے عملی اقدامات کیے۔اس طرح اس قانون زکوٰۃ و عُشر میں دو مرتبہ تبدیلی کی گئی۔ پہلی دفعہ نومبر ۲۰۰۰ء اور پھر دوسری مرتبہ جولائی ۲۰۰۲ء میں قانون میں ترامیم کی گئی جو درج ذیل ہیں۔ان تبدیلیوں کو بھی آرڈیننس کے طور پر نافذ کیا گیا:

ترمیمی آرڈیننس ۲۳ نومبر ۲۰۰۰ء:

۱۔ اس آرڈیننس کو زکوٰۃ وعُشر (ترمیمی) آرڈیننس ۲۰۰۰ء کہا جائے گا۔

۲۔ یہ فوری نافذ العمل ہو گا۔

۳۔ ترمیم دفعہ ۹ آرڈیننس xxiii، ۱۹۸۰ء

زکوٰۃ وعُشر آرڈیننس ۱۹۸۰ء (xviii) جسے آئندہ مذکورہ آرڈیننس کہا جائے گا، دفعہ ۹ میں:

i. ذیلی دفعہ (۲) میں لفظ ''to'' کے بعد الفاظ ''ذاتی لیجر اکاؤنٹ آف'' شامل کیے جائیں گے۔

ii. ذیل دفعہ (۳) میں ''فنڈز'' کے الفاظ کے بعد الفاظ ''بذریعہ کراس چیک ہائے'' شامل کیے جائیں گے۔

iii. ذیلی دفعہ (۴) میں لفظ 'فنڈ' جو پہلی دفعہ استعمال ہوا (ظاہر ہوا) کے بعد الفاظ ''بذریعہ کراس چیک ہائے'' شامل کیے جائیں گے۔

۴۔ ترمیم دفعہ ۱۶ آرڈیننس xviii، ۱۹۸۰ء

مذکورہ آرڈیننس کی دفعہ ۱۶ ذیلی دفعہ (۴) میں فقرہ شرطیہ میں آخر میں کامل وقفہ (فل سٹاپ) کو علامت وقفہ (colon) میں تبدیل کیا جائے گا اور اُس کے بعد حسب ذیل نیا شرطیہ فقرہ شامل کیا جائے گا جو کہ:

''مزید بشرطیکہ چیئرمین ضلع کمیٹی اچھے کردار کے حامل اشخاص ہوں گے جو عام طور پر اسلامی احکامات کی خلاف ورزی کرنے والے کے طور پر نہ جانے جاتے ہوں اور جو مالی لحاظ سے مستحکم ہوں اور سیاسی معاملات میں ملوث نہ ہوں۔''

۵۔ بشمول نئی دفعہ 29-A آرڈیننس xviii، ۱۹۸۰ء

مذکورہ آرڈیننس میں دفعہ ۲۹ کے بعد حسب ذیل نئی دفعہ 29-A شامل کی جائے گی۔

29-A کمیٹی ہائے کی تفصیل اور دوبارہ قائمی۔

جملہ موجودہ ضلعی زکوٰۃ وعُشر کمیٹیاں، تحصیل تعلقہ اور ڈویژنل زکوٰۃ اور عُشر کمیٹیاں اور مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں ختم کی جائیں گی جو فوری طور پر کام چھوڑ دیں گی اور نئی کمیٹیاں زکوٰۃ وعُشر (ترمیمی) آرڈیننس کے آغاز سے اندر ۳ ماہ میں زیر دفعات ۱۶، ۱۷، ۱۸ اور ۱۸ تشکیل دی جائیں گی۔[14]

---

(14)۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: مستقل بحالی پیکج، وزارت مذہبی امور، زکوٰۃ وعُشر، ص ۱، ۲، ۳۔

ترمیمی آرڈیننس ۳۰ جولائی ۲۰۰۲ء:

۱۔ مختصر نام وآغاز:

۱۔ یہ آرڈیننس زکوٰۃ وعُشر (ترمیمی) آرڈیننس ۲۰۰۳ء کہلائے گا۔

۲۔ اس کا نفاذ فوری ہوگا سوائے دارالحکومت اسلام آباد کی حدود کے جہاں پر اس کا نفاذ اُس تاریخ کو ہوگا جس کا تعین فیڈرل گورنمنٹ بذریعہ نوٹیفکیشن آفیشل گزٹ میں کرے۔

۳۔ ترمیم دفعہ ۶ آرڈیننس xviii آف ۱۹۸۰ء۔ مذکورہ آرڈیننس کی دفعہ ۶ میں:

اَ. ذیلی دفعہ ۳ میں الفاظ ''اسسٹنٹ کمشنر یا سب ڈویژنل مجسٹریٹ'' کی بجائے الفاظ اور بریکٹ ''ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو)'' تبدیل کیے جائیں۔

ب. ذیلی دفعہ ۴ میں الفاظ ''اسسٹنٹ کمشنر یا سب ڈویژنل مجسٹریٹ'' کی بجائے الفاظ ''ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو)'' تبدیل کیے جائیں گے اور

ج. ذیلی دفعہ ۵ میں الفاظ ''اسسٹنٹ کمشنر یا سب ڈویژنل مجسٹریٹ'' کی بجائے الفاظ وبریکٹ ''ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو)'' تبدیل کیے جائیں۔

۴۔ ترمیم دفعہ ۱۱ آرڈیننس xviii آف ۱۹۸۰ء

مذکورہ آرڈیننس میں دفعہ ۱۱ کی ذیلی دفعہ ۵ میں الفاظ ''ڈسٹرکٹ کونسل'' کی بجائے الفاظ ''ڈسٹرکٹ اسمبلی'' تبدیل کیے جائیں۔

۵۔ ترمیم دفعہ ۱۶ آرڈیننس xviii آف ۱۹۸۰ء

مذکورہ آرڈیننس میں:

(الف) ذیلی دفعہ ۱ کی بجائے حسب ذیل تبدیلی کی جائے:

(۱) ہر ضلع میں، ایک ضلعی زکوٰۃ وعُشر کمیٹی، دارالحکومت اسلام آباد کی حدود میں اسلام آباد زکوٰۃ وعُشر کمیٹی اور کراچی میں، کراچی سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ زکوٰۃ وعُشر کمیٹی متعلقہ صوبائی کونسل تشکیل دے گی۔

(ب) ذیلی دفعہ ۳ کی شق (الف) میں الفاظ ''ڈپٹی کمشنر'' کی بجائے ''ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو'' کے الفاظ تبدیل کیے جائیں گے۔

۶۔ ترمیم دفعہ ۱۷ آرڈیننس xviii آف ۱۹۸۰ء

مذکورہ آرڈیننس کی دفعہ ۱۷ میں:

اَ. عنوان حاشیہ میں لفظ ''کمیٹی'' کے بعد الفاظ ''یا ٹاؤن زکوٰۃ و عُشر کمیٹی'' اضافہ کیے جائیں۔

ب. ذیلی دفعہ (۱) میں '' کراچی ڈویژن کے اضلاع'' کی بجائے ''کراچی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کراچی کے ہر ٹاؤن میں ایک ٹاؤن زکوٰۃ و عُشر کمیٹی'' کے الفاظ تبدیل کیے جائیں۔

ج. ذیلی دفعہ ۳ میں:

۱. الفاظ ''اسسٹنٹ کمشنر'' کی بجائے ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو'' کے الفاظ تبدیل کیے جائیں اور

۲. پہلے شرطیہ فقرہ میں الفاظ ''اسسٹنٹ کمشنر'' کی بجائے الفاظ ''ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو'' تبدیل کیے جائیں۔

۷۔ ترمیم دفعہ ۲۰ آرڈیننس xviii آف ۱۹۸۰ء

مذکورہ آرڈیننس کی دفعہ ۲۰ میں:

اَ. شق (Clause) (سی) میں الفاظ ''ڈپٹی کمشنر'' کی بجائے الفاظ ''ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) تبدیل کیے جائیں۔

ب. شق (ڈی) میں الفاظ ''تحصیلدار یا مختیار کار'' جیسی کہ صورت ہو، الفاظ ''ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو)'' تبدیل کیے جائیں، اور

ج. شرطیہ فقرہ میں الفاظ ''ڈپٹی کمشنر'' کی بجائے الفاظ ''ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو)'' تبدیل کیے جائیں۔

ترمیمی آرڈیننس، ۷ اگست ۲۰۰۲ء:

۱۔ (۱) مختصر نام بعد آغاز، اس آرڈیننس کو زکوٰۃ و عُشر (ترمیمی) آرڈیننس ۲۰۰۲ء کہا جائے گا۔

(۲) یہ فوری نافذ العمل ہو گا۔

۲۔ ترمیم دفعہ ۲ آرڈیننس xviii آف ۱۹۸۰ء

زکوٰۃ و عُشر آرڈیننس ۱۹۸۰ء(xviii of 1980) دفعہ ۸ کی شق (سی) کے پہلے شرطیہ فقرہ (Proviso) شق (ii) میں Semi colon اور لفظ "اور" کی بجائے علامت وقفہ (colon) میں تبدیل کیے جائیں گے اور اس کے بعد حسب ذیل نئے شرطیہ فقرہ (Proviso) کا اضافہ کیا جائے گا۔

"بشرطیکہ جہاں ضلعی زکوٰۃ کمیٹی کی انتظامی آرگنائزیشن کے اخراجات مکمل طور پر صوبائی گورنمنٹ فنڈز کی کمی کی وجہ سے کسی مالی سال میں پورا نہیں کرتی تو مرکزی زکوٰۃ کمیٹی اگر چاہے تو اضافی فنڈز مہیا کرسکتی ہے جو کہ کلاز (iii) میں متعین کی گئی ہے ۲ فیصد حد سے زیادہ نہیں ہوں گے۔[15]

مندرجہ بالا ترمیمی قوانین میں ریونیو آفیسرز کے لیے ایسی ہدایات موجود نہیں ہیں جس کے ذریعے افسران کو ایک ایسا اسٹرکچر ملے جو ان کو زکوٰۃ وعشر کو جمع کرنے میں بہتر طور پر مددگار ہو۔ نظام کی درستگی کے لیے اصلاحات کا پیکج اور اس پر ماہرین کی آرا کے ذریعے ایسا نظام وضع کرنے کی اشد ضرورت ہے جو دورِ حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہو اور غربت وافلاس کے خاتمے میں مددگار ثابت ہو۔ مزید یہ کہ ان ترامیم میں جو انتظامی خامیاں محسوس کی گئی ہیں ان کو دور کرنے کے لیے نئے اور مؤثر قوانین تشکیل دیے جائیں۔

زکوٰۃ و عُشر کے ان قوانین میں ترامیم سے اگرچہ عوام الناس کو بہت خوشی ہوئی تاہم یہ کاوشیں دونوں بار فوجی دور حکومت میں ہوئی۔ پارلیمنٹ میں اس پر مختلف سیاسی جماعتوں کے قائدین ودانشور حضرات کی بحث نہیں ہوئی۔ جمہوری طریقے سے بحث ومباحثہ اور غور وخوض نہ ہونے کی وجہ سے اس میں بہت سے سقم باقی ہیں۔ جن پر اہل علم، قانون دان واہل سیاست کو توجہ کرنے کی ضرورت ہے اور اس امر کی بھی اشد ضرورت ہے کہ از سر نو دوبارہ اس پر جمہوری انداز میں غور وفکر ہو۔ تاکہ قانون زکوٰۃ و عُشر پارلیمنٹ کی منظوری کے بعد ایک جامع قانون کی حیثیت حاصل کرسکے۔ اس میں جدید دور کے تقاضوں کے مطابق مزید اصلاحات کی ضرورت ہے اس کے پیش نظر اس میں اہم تبدیلیاں لائی جائیں تو یہ زیادہ مؤثر قانون بن سکتا ہے۔

مندرجہ بالا ترامیم سے قانون زکوٰۃ میں بہت بہتری پیدا ہوئی جس پر آج تک عمل ہوتا چلا آرہا ہے۔ جب کہ غربت کی شرح میں مزید اضافہ ہوا لیکن پھر بھی زکوٰۃ کی مستحقین کے لیے وہ ہی رقم مقرر ہے جو ۲۰۰۲ میں مقرر کی گئی تھی۔ اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ سترہ سال کے بعد پھر اس میں حالات کے مطابق تبدیلیاں کی جائیں تاکہ مستحقین زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرسکیں۔

---

(15)۔ زکوٰۃ مینوئل، ص ۱۰۸-۱۲۸ (C)۔

نتائج تحقیق

قانون زکوٰۃ و عُشر کو پاکستان میں پہلی مرتبہ جب ۱۹۸۰ء میں مارشل لاء آرڈیننس کے تحت نافذ کیا گیا اور اس پر عمل درآمد کر دیا گیا۔ تقریباً ۴۰ ہزار زکوٰۃ عُشر کمیٹیوں کے ذریعہ اس نظام کو چلایا گیا۔ ان زکوٰۃ کمیٹیوں میں ڈھائی لاکھ افراد رضاکارانہ طور پر کام کرتے تھے۔ یہ ایک متوازی معاشی و سیاسی نظام کے طور پر کام کر رہا تھا یہ بات بہت اہم ہے کہ زکوٰۃ و عُشر کے قانون کو پاکستان میں فوجی آمریت کے دور میں نافذ کیا گیا بلکہ بڑی کامیابی کے ساتھ چلایا گیا اور سیاسی مقاصد حاصل کیے گئے۔ اس کے بعد اس قانون میں دوسری بار جو اہم ترامیم کی گئی وہ بھی دوسرے فوجی آمر جنرل پرویز مشرف کے دور میں کی گئی۔ اس دور میں قانون زکوٰۃ و عُشر میں ترامیم کی گئی جن کا ذکر کیا وہ انتہائی اہمیت کی حامل تھیں۔

تحقیق کے نتیجہ میں یہ بات سامنے آئی کہ قانون زکوٰۃ کو مارشل لا دور میں ہی نافذ کیا گیا اور مارشل لاء کے دور میں اس میں ترامیم کی گئی۔ پارلیمانی نظام حکومت کے ادوار میں صرف اس پر تنقید اور بحث کی گئی۔ کسی جمہوری حکومت نے کوئی باقاعدہ قانون سازی اور اصلاح کے لیے ترامیم کا کوئی عملی اقدام نہیں کیا۔ اس لیے اس امر کی ضرورت ہے کہ جمہوری حکومتیں قانون زکوٰۃ و عُشر کو پارلیمنٹ قومی اسمبلی اور سینٹ کی قائمہ کمیٹیوں میں مکمل زیر بحث لائیں اور اس نظام میں جو خامیاں موجود ہیں ان کو دور کرے۔ کیونکہ یہ قانون سماجی فلاح وبہبود کا بہترین نظام دیتا ہے اور غربت کے خاتمہ میں دوسرے نظاموں سے زیادہ بہتر نتائج دے سکتا ہے۔ قانون زکوٰۃ وعُشر میں اصلاح کے عمل سے عوام کا نظام زکوٰۃ کی وصولی اور تقسیم پر جو اعتماد کم ہوا ہے اس کو بھی بحال کرنے میں مدد ملے گی اس طرح زکوٰۃ کی وصولی میں خاطر خواہ اضافہ ہو گا۔

تجاویز و سفارشات

اس تحقیق کے بعد درج ذیل سفارشات دی جاتی ہیں۔

1. نظام زکوۃ کو بتدریج وسعت دی جائے تاکہ تمام اموال کی زکوۃ ادا ہو۔
2. نظام زکوۃ میں استثناء ختم کیا جائے یا متبادل طریقہ اختیار کیا جائے۔
3. زکوۃ کمیٹیوں کے ممبران اپنے علاقے کی سالانہ رپورٹ شائع کیا کریں اس سے نہ صرف ان کی کارکردگی ظاہر ہو گی بلکہ اس نظام کی افادیت سے عوام کو بھی آگاہی ہو گی۔
4. انکم ٹیکس کے گوشوارے میں زکوۃ کی مقدار اور اس کی ادائیگی کا ایک خانہ رکھا جائے۔
5. گداگری کے پیشے کو ممنوع قرار دیا جائے۔

6. تقسیم زکٰوۃ کے نظام کو صرف بینکوں کے ذریعہ منسلک کیا جائے اور مستحق کو کراسڈ چیک کے ذریعہ ادائیگی کا نظام مؤثر طور پر نافذ کیا جائے۔
7. قانون میں ایسی سزا ہو کہ جو زکٰوۃ میں خورد برد کرے اسے سزا دلوائی جا سکے۔
8. قانون زکٰوۃ کو تمام مذہبی، سیاسی جماعتوں کی رائے اور پارلیمنٹ کے دو ایوانوں میں زیرِ بحث لا کر اس میں موجود خامیوں کو دور کر کے مؤثر قانون بنایا جائے۔
9. قانون زکٰوۃ و عُشر کو جدید خطوط پر استوار کر کے مستحقین کا ڈیٹا نادرا سے لے کر اس کے مطابق زکٰوۃ کی تقسیم کا نظام وضع کیا جائے۔

****